وَخَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا

اور ہم نے آپ کو جوڑوں میں پیدا کیا

نکاح کا سنت طریقہ

سلسلہ نمبر 169

خطابِ جمعہ

28 اپریل 2023

/AIMPLB_Official

نکاح کا سنت طریقہ

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہٖ الکریم اما بعد

قال اللّٰہ تعالیٰ فی القران المجید. اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم .

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ. (الروم-۲۱)

اوراس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اس کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی ،یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

نکاح مرد وعورت کے تعلق کی قانونی ، اخلاقی اور دینی شکل ہے ۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے، انسانوں کو بھی مرد وعورت کی شکل میں جوڑا بنایا ہے، بغیر نکاح کے اگر مرد عورت ایک ساتھ رہیں تو لوگ ان کو آوارہ اور بدکار سمجھتے ہیں، مذہب ان کو گنہگار کہتا ہے اور سماج میں ان کو گری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، لیکن جب دونوں نکاح کے ذریعہ ایک ساتھ رہنے کا اعلان کرتے ہیں تو ان کو نیکوکار سمجھا جاتا ہے، ان کو مبارکباد دی جاتی ہے اور ان کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں، ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لیے ہے کہ بغیر نکاح کے مرد وعورت کا باہم جنسی تسکین پانا بے حیائی اور مجرمانہ عمل ہے اور اللہ کے قانون سے بغاوت ہے، جب کہ نکاح کے بعد جنسی آسودگی حاصل کرنا، ذمہ داری نیکی اور عبادت ہے کیونکہ یہ دونوں اللہ کے قانون کے مطابق رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ہیں ۔معلوم یہ ہوا کہ جس چیز میں اللہ کا نام اوراس کے رسول کی

سنت شامل ہو اس میں رحمت و برکت ہے اور جس چیز سے اللہ اور اس کے رسول کا حکم خارج کر دیا گیا ہو اس میں زحمت اور لعنت ہے، نکاح ایسی عبادت ہے جسے تمام رسولوں نے انجام دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً (الرعد-۳۸)

تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اربع من سنن المرسلین الحیاء و التعطر و السواک و النکاح۔ [۱]

چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں: حیا، خوشبو، مسواک اور نکاح۔

آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

النکاح من سنتی [۲] نکاح میری سنت ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم نوجوانوں کو پاکدامنی اور پاکبازی کی تعلیم دیتے ہوئے نکاح کرنے اور پاکیزہ زندگی گذارنے کی تلقین فرمائی ہے:

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج و من لم یستطع منکم فعلیہ بالصوم فان لہ وجاءٌ. [۳]

اے نوجوانو کی جماعت تم میں سے جو شخص استطاعت رکھتا ہے وہ شادی کر لے اس لیے کہ یہ نگاہ کی پاکیزگی اور شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جس شخص کے پاس شادی کرنے کی استطاعت

---

[۱] ترمذی، ابواب النکاح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[۲] ابن ماجہ، کتاب النکاح

[۳] ابوداؤد، کتاب النکاح، باب التحریض علی النکاح

نہ ہوا سے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے، یہ اس کی شہوت کا توڑ ہوگا۔

عزت و ناموس اور پاک دامنی کی حفاظت کا بہترین ذریعہ نکاح ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کا نکاح کر دیں۔ نکاح کے لیے جوڑے کا انتخاب مختلف چیزوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے، لڑکی کا انتخاب اس کے حسن و جمال، مال و دولت، خاندان وغیرہ کو دیکھ کر کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ لڑکی کے انتخاب میں دینداری کو ترجیح دیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

تنکح المراۃ لاربع لما لها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک. [1]

عورتوں سے نکاح چار اسباب سے کیا جاتا ہے، اس کے مال و دولت کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب اور خاندان کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دین داری کی وجہ سے، تو تم دیندار عورت سے نکاح کرو۔

حضور پاک ﷺ کا یہ حکم ہر علاقہ اور ہر زمانہ کے لیے رہنما ہے، اس کی حکمت اس وقت زیادہ سمجھ میں آتی ہے جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کے حسن پر فریفتہ ہو کر، اس کی مالداری، نوکری یا اس کے باپ کا عہدہ و اقتدار دیکھ کر شادی کرتا ہے، پھر وہ لڑکی اس کے لیے اور اس کے گھر والوں کے لیے زحمت اور آزمائش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ گھریلو سکون غارت ہو جاتا ہے، نوبت تفریق اور مقدمہ بازی تک پہونچ جاتی ہے، اس کے مقابلہ میں جب کوئی دیندار، اور سیرت و کردار کی لڑکی سے رشتہ کرتا ہے تو اس کی ازدواجی زندگی خوش گوار ہو جاتی ہے اور خاندان کی عزت اور نیک نامی میں اضافہ ہوتا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے بیٹی والوں کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ اپنی دختر کا رشتہ ایسے

---

[1] مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح ذات الدین

نوجوان سے کریں جن میں دین داری ہو، سیرت و کردار اور اخلاقی محاسن ہوں، محض مال و دولت، آمدنی اور عہدہ اقتدار کو دیکھ کر رشتہ نہ کریں ورنہ بیٹی کی زندگی دشوار ہوجاتی ہے۔رسول پاک نے فرمایا:

اذا جاء کم من ترضون دینه وخلقه فانکحوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد. [۱]

جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاقی حالت سے تم مطمئن ہو تو تم اس کی شادی کردو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ رونما ہوگا اور فساد برپا ہوگا۔

ایک شخص حضرت امام حسنؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بیٹی سے رشتہ کا پیغام متعدد لوگوں نے بھیجا ہے، میں کس سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں؟ حضرت حسنؓ نے ارشاد فرمایا، تم اپنی بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کرو جو اللہ سے ڈرتا ہے، کیونکہ اگر وہ اس سے محبت کرے گا تو اس کی عزت و توقیر کرے گا، اور اگر کبھی اس سے ناراض ہوگا تو اس پر زیادتی نہیں کرے گا۔ [۲]

صحابیٔ رسول حضرت ابودرداءؓ جس زمانہ میں شام میں تھے اس وقت ملک شام کے گورنر امیر معاویہؓ تھے، امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے رشتہ کا پیغام حضرت ابودرداء کی بیٹی کی لیے بھیجا، مگر حضرت ابودرداء نے اس رشتہ کو نامنظور کردیا۔ حضرت ابودرداء اپنی بیٹی کا رشتہ گورنر کے بیٹے سے کرنے کے بجائے عام دیندار مسلمان سے کرنا پسند کرتے تھے، چنانچہ انھوں نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے، جب ہر وقت درداء کی خدمت میں غلاموں اور لونڈیوں کی جماعت اس کا ہر حکم بجالانے کے لیے موجود ہوتی اور وہ خود کو ایسے شاندار محلوں میں پاتی جس کی جگمگاہٹ نگاہوں کو خیرہ کردیتی تو اس وقت اس کا دین کہاں ہوتا؟'' [۳]

---

[۱] ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء اذا جاءکم من ترضون دینه

[۲] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۶/۱۸۸

[۳] عبدالرحمٰن رافت پاشا، صورٌ من حیاۃ الصحابہ، ابودرداءؓ

مسلمانوں نے کفو کے نام پر ذات و برادری کو نکاح کے لیے قید خانہ بنالیا ہے، برادری سے باہر نکاح کرنے کو معیوب اور عزت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، کفو کا مطلب مناسبت ہے تاکہ ازدواجی زندگی میں ناہمواری نہ ہو، زندگی سکون سے گذرے، ایک برادری میں بھی مالی حالت کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے ناہمواری ہوسکتی ہے بلکہ ایک خاندان میں بھی ہوسکتی ہے، اس کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں، شریعت کی نظر میں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا کفو ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حسب ونسب یعنی ذات و برادری کے مقابلہ میں دینداری کو نکاح کے لیے پسندیدہ معیار قرار دیا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید سے کردی تھی، اس پر کفار نے بڑا شور مچایا کہ قریش کے اعلیٰ خاندان کی لڑکی کا نکاح آزاد کردہ غلام سے کیسے کردیا گیا، مگر حضور ﷺ کی اس عملی مساوات نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ اصل معیار دینداری ہے ذات و برادری نہیں۔

اسلام نے نکاح کو انتہائی سادہ اور آسان عمل بنایا تھا، تاکہ لوگ گناہ کی طرف مائل نہ ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا:

ان اعظم النکاح برکة ایسرهٗ مؤنة۔[1]

برکت کے لحاظ سے سب سے عظیم نکاح وہ ہے جس کا خرچ سب سے کم ہو۔

مگر آج کے مسلمانوں نے شادی بیاہ کے نام پر اتنی رسمیں ایجاد کرلی ہیں کہ نکاح کرنا ایک مشکل کام ہوگیا ہے، اس کی وجہ سے بداخلاقی اور بدکاری رونما ہونے لگی ہے۔ جہیز کی رسم اتنی عام ہوگئی ہے کہ جب تک لڑکی والے قیمتی سامان جہیز نہ جوڑلیں لڑکیوں کی شادی نہیں ہوتی، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول پاک نے حضرت فاطمہ کو جہیز دیا تھا، یہ بات غلط ہے، رسول پاک نے اپنی کسی صاحب زادی کو جہیز نہیں دیا، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ کسی کو جہیز نہیں دیا۔

---

[1] مسند احمد ۶/۸۲

حضرت فاطمہؓ کا جب حضرت علیؓ سے نکاح ہوا تو حضور نے حضرت علیؓ سے پوچھا، تمہارے پاس مہر میں دینے کے لیے کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میری زرہ ہے، حضور نے ان کی زرہ حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ بیچ دی اور اسی کی رقم سے مہر کا اور گھریلو سامان کا انتظام کر دیا، کیونکہ حضرت علی کے سرپرست بھی حضور ہی تھے، اگر حضور نے اپنی رقم سے یہ سامان دیا ہوتا تو ضرور جہیز سنت بن جاتی۔

آج جہیز کی رسم کی وجہ سے ہزاروں لڑکیاں بغیر شادی کے بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ مسلم معاشرہ کے لیے شرمندگی کی بات ہے۔ جہیز کے ساتھ ہی بارات کی رسم مسلمانوں کے یہاں شادی کا جزو بن گئی ہے۔ اکثر بارات کی جو تعداد طے کی جاتی ہے اس سے زیادہ باراتی پہونچتے ہیں۔ شریعت، شرافت اور ضمیر تینوں کی عدالت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ کھانا درست نہیں۔ بعض علاقہ میں نکاح سے پہلے منگنی کی رسم اور نکاح کے بعد چوتھی کی رسم ہوتی ہے، اس میں بھی بارات ہی طرح بڑی تعداد میں لڑکی والوں کے گھر مہمان بن کر جاتے ہیں اور ان سے فرمائشی کھانا کھاتے ہیں۔ یہ ساری رسمیں درست نہیں۔ اسلام نے لڑکی والوں پر کوئی خرچ عائد نہیں کیا ہے، جب کہ لڑکے کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نکاح کے بعد ولیمہ کرے، ہندوستانی سماج میں غیر مسلموں کے زیر اثر ہم مسلمانوں نے سنت کو بدعت میں تبدیل کر دیا ہے۔

بعض علاقوں میں جہیز کے علاوہ لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ لڑکے کی مالی تعلیمی اور سماجی حیثیت کے مطابق رقم ادا کی جاتی ہے، ایسا کرنا صریح گناہ اور ظلم و زیادتی ہے، بعض حضرات نقد رقم کا مطالبہ نہیں کرتے مگر امید کے مطابق لڑکی والوں سے رقم لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے مانگا نہیں خوشی سے دیا گیا ہے، یاد رکھیے یہ وہی تاویل ہے جو یہودیوں نے مچھلی کے شکار کے لیے کی تھی۔ شریعت کی نظر میں جو چیز معروف ہو جائے یعنی رواج پا جائے اس پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے شرط لگا دی گئی ہو، نقد رقم لڑکی والوں سے لینا خواہ مانگے یا بلا مانگے دونوں ناجائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول کی سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)